106527 ـ جہاں دن طويل ہو يا پھر سورج غروب نہ ہوتا ہو تو وہاں روزہ كيسے ركھا جائے ؟

سوال

اول:
جن لوگوں كے ہاں دن بيس گھنٹوں كا ہو تو وہ روزہ كيسے ركھيں، كيا وہ روزہ كے ليے اندازہ لگائيں گے ؟
اور اسى طرح اگر كہيں دن بالكل چھوٹا ہو تو وہ روزہ كيسے ركھيں گے ؟
اور اسى طرح جہاں چھ ماہ تك دن رہتا ہے اور چھ ماہ تك رات رہتى ہے وہ لوگ روزہ كيسے ركھيں اور نماز كس طرح ادا كريں گے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

" جہاں رات اور دن چوبيس گھنٹوں ميں ہوتا ہو چاہے چھوٹا ہو يا لمبا تو وہ دن كے وقت روزہ ركھيں گے، اور ان كے ليے يہى كافى ہے الحمد للہ چاہے دن بالكل چھوٹا ہو، ليكن جن لوگوں كے ہاں رات اور دن اس سے طويل ہو مثلا چھ ماہ تك تو وہ نماز اور روزہ كے ليے اندازہ لگا كر نماز اور روزے كى ادائيگى كرينگے.

جيسا كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے دجال كے دن جو كہ ايك برس كا ہو گا ميں حكم ديا ہے، اور اسى طرح اس كے اس دن كے بارہ ميں جو ايك ماہ كا ہوگا، يا پھر ايك ہفتہ كے برابر اس ميں نماز كے اليے اندازہ لگا كر نماز ادا كى جائيگى.

سعودى عرب كى كبار علماء كميٹى نے اس مسئلہ ميں غور و خوض كر كے درج ذيل فيصلہ كيا ہے يہ قرار نمبر 16 بتاريخ 12 / 4 / 1398 ھـ ہے:

و الصلاۃ و السلام على رسولہ و آلہ و صحبہ و بعد:

اول:

جو لوگ ايسے علاقوں ميں بستے ہيں جہاں طلوع شمس اور غروب آفتاب كے ساتھ دن ميں تميز ہوتى ہو ليكن گرميوں ميں ان كے ہاں دن بہت زيادہ طويل ہوتا ہو اور سرديوں ميں دن بہت زيادہ چھوٹا ہو تو ان پر واجب ہے كہ وہ پانچوں نمازيں شرعى طور پر معروف اوقات ميں ادا كريں گے كيونكہ عمومى طور پر اللہ تعالى كا فرمان ہے:

آفتاب كے ڈھلنے سے ليكر رات كى تاريكى تك نماز قائم كريں،اور فجر كا قرآن پڑھنا بھى يقينا فجر كے وقت كا قرآن پڑھنا حاضر كيا گيا ہے الاسراء (78).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

يقينا مومنوں پر نماز كى ادائيگى وقت مقررہ پر فرض كى گئى ہے النساء (103).

اور اس ليے بھى كہ صحيح حديث ميں عمرو بن عاص رضى اللہ تعالى عنہ سے ثابت ہے كہ:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" ظہر كا وقت يہ ہے كہ جب سورج زائل ہو جائے اور آدمى كا سايہ اس كى لمبائى كے برابر ہو جب تك عصر كا وقت نہ ہو، اور عصر كا وقت اس وقت تك ہے جب تك سورج زرد نہ ہو، اور مغرب كى نماز كا وقت اس وقت تك ہے جب تك شفق غائب نہ ہو، اور عشاء كى نماز كا وقت آدھى رات تك ہے، اور فجر كى نماز كا وقت طلوع فجر سے ليكر طلوع شمس تك ہے، چنانچہ جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز ادا نہ كى جائے كيونكہ سورج شيطان كے دونوں سينگوں كے درميان طلوع ہوتا ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (612).

اس كے علاوہ دوسرى احاديث كى بنا پر جن ميں نمازوں كے اوقات كى قولى اور فعلى تحديد پائى جاتى ہے، اور ان ميں دن اور رات كے طويل يا چھوٹا ہونے ميں كوئى فرق نہيں كيا گيا، جب تك نمازوں كے اوقات كى ان علامات كے ساتھ تميز ہوتى ہو جو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے بيان فرمائى ہيں.

رہا مسئلہ رمضان المبارك كے مہينہ كے اوقات كى تحديد كا تو مكلفين كو چاہيے كہ وہ ہر دن كھانے پينے اور روزہ توڑنے والى باقى اشياء سے اجتناب كر كے طلوع فجر سے غروب آفتاب تك روزہ ركھيں جب تك ان كے ہاں دن اور رات ميں تميز ہوتى ہے يعنى رات سے دن واضح ہوتا ہے، اور دن اور رات كا مجوعى وقت چوبيس گھنٹے ہے، اور ان كے ليے صرف رات كے وقت ہى كھانا پينا اور جماع كرنا حلال ہوگا، چاہے رات بہت ہى چھوٹى ہو.

كيونكہ شريعت اسلاميہ سب ممالك ميں لوگوں كے ليے عام ہے، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالى كا ارشاد ہے:

تم رات كے سياہ دھاگے سے فجر كا سفيد دھاگہ واضح ہونے تك كھاؤ پيئو اور پھر رات تك روزہ پورا كرو البقرۃ (187).

چنانچہ جو كوئى بھى دن طويل ہونے كى بنا پر روزہ مكمل كرنے سے عاجز ہو جائے يا پھر علامات اور تجربہ كى بنا پر

یا پھر امانتدار ڈاکٹر کے بتانے سے اسے علم ہو جائے یا اس کا ظن غالب ہو کہ سارے دن کا روزہ رکھنا اس کی ہلاکت کا باعث بن سکتا ہے، یا پھر اسے شدید بیمار کر دےگا، اور پھر اس کی بیماری میں اضافہ کر دےگا، یا اس کی شفایابی میں رکاوٹ پیدا کریگا تو وہ روزہ نہ رکھے اور بعد میں کسی بھی مہینہ میں ان روزوں کی قضاء میں روزے رکھے جن میں وہ قضاء کر سکتا ہو.

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

تم میں سے جو کوئی بھی اس مہینہ کو پا لے تو وہ اس کے روزے رکھے، اور جو کوئی مریض ہو یا مسافر تو وہ دوسرے ایام میں گنتی پوری کرے البقرۃ (185).

اور دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

اللہ سبحانہ و تعالی کسی بھی جان اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا البقرۃ (286).

اور ايك مقام پر ارشاد ربانی ہے:

اور اللہ تعالی نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں کی الحج (78).

دوم:

جو لوگ ایسے علاقے میں بستے ہیں جہاں گرمیوں میں سورج غروب ہی نہیں ہوتا، اور سردیوں میں سورج طلوع ہی نہیں ہوتا، یا پھر وہ ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جہاں چھ ماہ تك دن رہتا ہے، اور چھ ماہ تك رات ہی رہتی ہے تو ان پر واجب ہے کہ وہ ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کیا کریں، اور وہ ان نمازوں کے لیے اندازہ لگا کر وقت مقرر کریں اور اس کی تحدید کے لیے وہ اپنے قریب ترین ملك پر اعتماد کریں جہاں فرضی نمازوں کے اوقات کی تمیز ہوتی ہو.

کیونکہ اسراء و المعراج والی حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اس امت پر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کی تھیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارك و تعالی سے تخفیف طلب کرتے رہے حتی کہ پانچ رہ گئیں تو اللہ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر دن اور رات میں یہ پانچ نمازیں ہیں "

صحیح مسلم حدیث نمبر (162).

اور اس لیے بھی کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ:

" اہل نجد میں سے ایك شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس کے سر کے بال پراگندہ تھے ہم اس کی گنگاہٹ تو سن رہے تھے لیکن ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، حتی کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو وہ اسلام کے بارہ میں دریافت کر رہا تھا چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں، تو اس نے کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ اور بھی ہیں ؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، الا یہ کہ تم نفلی نماز ادا کرو .... " الحدیث

صحیح بخاری حدیث نمبر (46) صحیح مسلم حدیث نمبر (11).

اور یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو دجال کے بارہ میں بتایا تو صحابہ کرام نے عرض کیا:

وہ زمین میں کتنے دن رہے گا ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

چالیس یوم، اس کا ایك دن ایك سال کے برابر ہوگا اور ایك دن مہینہ کے برابر اور ایك دن ایك ہفتہ کے برابر اور باقی سارے ایام تمہارے ایام کی طرح ہونگے.

صحابہ کرام کہتے ہیں ہم نے عرض کیا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو دن ایك سال کے برابر ہو گا کیا اس میں ایك دن کی نمازیں کافی ہونگی ؟

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ تم اس کے لیے اندازہ لگاؤ "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2937).

اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کو جو ایك سال کے برابر ہے میں پانچ نمازیں ادا کرنا کافی قرار نہیں دیا، بلکہ صحابہ کرام پر واجب کیا کہ وہ ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کریں.

اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ملك میں عام وقت کے مطابق اس دن کو تقسیم کریں، اس لیے جس علاقے کے مسلمانوں نے یہ سوال کیا ہے انہیں چاہیے کہ وہ اپنی نمازوں کے اوقات کے لیے اپنے قریب ترین ملك جس میں دن اور رات کی تمیز ہوتی ہے اس کے مطابق اندازہ لگا کر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کریں، جن میں شرعی علامات کا خیال رکھا جائے.

اسی طرح ان پر واجب ہے کہ وہ رمضان المبارك کے روزے بھی رکھیں، اور انہیں اپنے روزے کے لیے طلوع فجر اور غروب آفتاب یعنی سحری اور افطاری کے وقت کے لیے اور رمضان کی ابتداء اور اختتام کے لیے اپنے قریب ترین ملك جہاں رات اور دن میں تمیز ہوتی ہو کے مطابق اندازہ لگا کر روزہ رکھیں، اور اس دن اور رات کا مجموع وقت چوبیس گھنٹے ہو؛ کیونکہ اس کی دلیل اوپر مسیح الدجال والی حدیث گزر چکی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کی نماز پنجگانہ کے بارہ میں راہنمائی کرتے ہوئے اوقات کی تحدید کا حکم دیا ہے، اس لیے نماز اور روزے میں کوئی فرق نہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی ہی توفیق دینے والا ہے، اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.

کبار علماء کمیٹی.